سلسلہ خطبات جمعہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موت ایک اٹل حقیقت

دنیا کو حضور نے قید خانہ سے تشبیہ دی جیل، سختی، تنگی، پریشانی اور مشقت وغیرہ کا نام ہے اور دنیا میں بھی مسلمان انہی تکالیف کا شکار رہتا ہے، اکثر و بیشتر ایمان وعقیدہ کے محفوظ رکھنے کی فکر، کبھی مال کی پریشانی تو کبھی اولاد کی کبھی معاشرتی تو کبھی معاشی الغرض قدم قدم پر آزمائشیں اور ابتلا ہی ابتلاء اگر کسی وقت اطمینان وسکون میسر بھی آجائے پھر بھی اس سکون وراحت کے مقابلہ میں جو موت کے بعد جنت میں ملنے والی ہے کوئی حیثیت ہی نہیں تو اس دنیا کی پھر بھی اس کی نظر میں قید خانہ اور قحط سے زیادہ حیثیت نہیں، ہر لحہ ایک صالح و باکردار مسلمان کا شوق رہتا ہے کہ اس محنت ومشقت بھری دنیا سے نجات ورہائی پاکر دار البقاء کی طرف منتقل ہو جائے۔

موت کو کثرت سے یاد کرو:

ہم میں سے بہت سے مسلمان جو دنیا کی طلب میں اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ موت اور عاقبت کو بھول کر دنیا کی لذتوں میں گم ہو چکے ہیں، جبکہ حضور ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اکثر و اذکرھا ذم اللذات فانہ ماذکرہ احد فی ضیق من العیش الاوسعہ علیہ ولا فی سعۃ الاضیقہ علیہ (رواہ البزاز) ''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لذتوں کو توڑنے والی چیز جو کہ موت ہے کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ جو بھی اسے تنگی کے زمانہ میں یاد کرے گا اس پر فراخی ہوگی اگر عیش وراحت میں ہو تو موت کی یاد کی وجہ سے اس پر تنگی آئے گی۔

وجہ یہ ہے کہ جب تکلیف کی حالت میں موت کو ہر وقت نظر کے سامنے رکھے گا تو اپنے سکون اور مصیبت پر پریشان ہونے کی بجائے سکون حاصل ہوگا کہ موت کی سختی کے مقابلہ میں باقی تمام سختیاں ہیچ ہیں۔ اور خوشحالی اور فراخی کے دور میں یاد کرے گا تو دنیوی فراوانی اور خوشحالی کی وجہ سے جن خرمستیوں اور گناہوں کا امکان ہے فانی ہونے کے تصور سے ان گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچ جائے گا، ہر دو حالتوں میں موت کا تصور فائدہ مند ہے۔

جب موت کا وقت مقررہ آپہنچے:

قرآن وحدیث مسلمانوں کو ہر وقت موت و مابعد الموت کی حالت کی یاد اور اس کے لئے تیاری کی دعوت دے رہا ہے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کو دانا اور عقلمند کے نام سے یاد فرمایا ہے، جو موت کو یاد کرنے والا اور اس کے لئے

تیاری کرنے والا ہو۔ ہمارے عرف اور اصطلاح میں عقلمند اس کو کہا جاتا ہے جو دنیا کے داؤ پیچ کا ماہر اور زیادہ کمانے والا ہو، کاروبار میں منافع کے لئے جائز اور ناجائز کی تمیز کئے بغیر ہر قسم کے حربے استعمال کرنے میں ممتاز اور معاشرہ میں سب سے زیادہ عیار اور مکار ہو اور اپنے ہر ضرورت اور حاجت کو پورا کرنے کے لئے اوروں پر سبقت حاصل کرنے کا ماہر ہو، حالانکہ دنیا کے ہر ضرورت کا خاتمہ ایک نئی ضرورت پر ہوتا ہے اور اسکا اختتام دوسری ضرورت پر ہوتا ہے۔ اور یہ نہ رکنے والا سلسلہ موت تک جاری رہتا ہے۔ موت کے لئے تیاری کی فرصت ہی نہیں ملتی، جب مقررہ وقت سر پر پہنچ جاتا ہے سوائے حسرت اور افسوس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ پھر یہی تمنا باقی رہ جاتی ہے کہ رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین (ترجمہ) ''اے رب مجھے ذرا تو مہلت دی جاتی تا کہ میں خیرات دے دیتا اور نیک ہو جاتا'' (سورۃ المنافقون)۔ مگر اس وقت درخواست مسترد کر کے رب ذوالجلال فرماتے ہیں۔ ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلها واللہ خبیر بماتعملون (سورۃ المنافقون)۔

ترجمہ: ''اور اللہ تو ہرگز کسی کو مہلت نہیں دیتا جبکہ اس کا وقت آجاتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو''

یعنی موت کا وقت سر پر پہنچنے کے بعد اگر کوئی انسان زندگی میں کچھ مزید اضافے کی درخواست کرے تو عادۃ اللہ ہے کہ وقت مقررہ سے ایک لمحہ بھی زیادہ مہلت نہیں دی جاتی۔ اگر کسی کی خواہش اور آرزو پر موت کے مقررہ وقت کا ٹلنا ہوتا تو حضرت سلیمانؑ جیسے اولعزم اور جلیل القدر پیغمبر جب بیت المقدس کی تعمیر میں مصروف ہوئے اس وقت موت کے پیامبر نے آکر دنیا سے رخصت ہونے کی اطلاع دی، آپ نے خواہش کا اظہار فرمایا کہ بیت المقدس یعنی خانہ خدا کی تکمیل تک اگر مہلت دی جائے مگر آرزو قبول نہ ہوئی، معلوم ہوا کہ موت کا اٹل اور مقررہ فیصلہ کسی کی خواہش پر تبدیل نہیں ہوتا۔ ورنہ آپ دیکھ لیں، یہاں درخواست دینے والا کون ہے؟ عظیم المرتبت پاک و معصوم نبی۔ اور تمنا کی غرض بھی کوئی دنیاوی مقصد کی تکمیل نہیں بلکہ اللہ کے گھر کو مکمل کرنا ہے۔ اس گھر کو جو منقبت و فضیلت اللہ نے دی ہے وہ بھی آپ مساجد ثلثہ کے ضمن میں بار بار سن چکے ہیں۔

موت ایک ثابت شدہ حقیقت ہے:

اب تک معروضات سے یہ بات عیاں ہو چکی کہ موت ثابت شدہ حقیقت ہے اس سے چھٹکارا ناممکن ہے اور انسان کی خواہشات کو آناً فاناً زیروزبر اور تہس نہس کرنے والے اس انقلابی عمل کے وقوع پذیر ہونے کا وقت بھی اس کو معلوم نہیں۔ حضور ﷺ کے ارشاد عالیہ کے مطابق اگر صبح کا وقت اس کو ملے تو شام کا انتظار نہ کرے کسی کو معلوم نہیں کہ شام کو حیات مستعار کا حصہ اس کی قسمت میں ہے بھی یا نہیں۔ اور اگر شام کسی کو حاصل ہو تو صبح کے حصول کا یقین نہ کرے بلکہ زندگی کا جو لمحہ اس کو ملے اس کو رب العالمین کی خوشنودی کا سبب بننے والے اعمال میں صرف کردے، ممکن

باقی صفحہ (۴۶ پر)